موجِ غزل

کتابی سلسلہ نمبر ۲۱۵

فیس بک عالمی ادبی موجِ غزل ''منفرد قافیہ و نظم رنگ''
کے تحت منعقدہ مشاعرہ نمبر ''۲۱۵'' بتاریخ ۳۰ رمئی ۲۰۲۰ء پر مبنی برقی کتاب

موجِ غزل

گروپ منتظمین:

ہاشم علی خان ہمدم
نوید ظفر کیانی
روبینہ شاہین بینا
نادیہ سحر
قدسیہ ظہور

مرتب:

نوید ظفر کیانی

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام

mudeer.ai.new@gmail.com

فہرست

۲۱۵ واں

قوافی لالی، کالی، جالی، مالی وغیرہ **ردیف و بحر** حسبِ ذوق

غیر مردف غزل بھی کہی جا سکتی ہے۔ ردیف اور بحر بدل کر مزید غزلیں بھی کہی جا سکتی ہیں۔ "خام خیالی" پر نظم کسی بھی فارمیٹ میں لکھی جا سکتی ہے۔ مشاعرہ ۳۰ رمئی ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ سہ پہر ۳ بجے شروع ہوگا اور اتوار رات ۹ بجے تک جاری رہے گا۔ کلام مقررہ وقت میں ایک ایک شعر کی صورت میں مشاعرے میں پیش کیا جائے۔ قبل از وقت شائع نہ کریں۔ کلام اتوار رات ۹ بجے تک یکجا والی پوسٹ پر کمنٹ کر دیا جائے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کیا جا سکے۔

خام خیالی

موجِ غزل

عالمی آن لائن مشاعرہ

منفرد قافیہ و نظم سخن

میزبان: ہاشم علی خان ہمدم، نوید ظفر کیانی، روبینہ شاہین بینا، قدسیہ ظہور، نادیہ سحر، دلشاد نسیم، شہناز رضوی، جیا قریشی، محمد رضا طبی اور دیگر احباب موجِ غزل

پیش رس

خام خیالی

خیال شعر کی اساس ہے جس پہ شاعری کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ خیال کے سوتے انسانی شعور اور لاشعور کی تہہ سے پھوٹتے ہیں۔ اسی خیال سے آمد کا دھارا نزولِ شعر سے دُرونِ سطر خوب صورت عکس پینٹ کرتے ہوئے نقوشِ تازہ واضح کرتا ہے۔ حسنِ خیال لطیف لہجے میں تصویر ہو کر شعریت نمودار کرتا ہے۔ خیالِ پختگی سے ارتقاء پاتے ہوئے آہنگ میں ڈھل جائے تو ہر مصرع مصرعۂ تر ہو کر میر کا نشتر کہلاتا ہے۔ جو بقول حسرت دل میں اُتر جاتا ہے۔ مگر خام خیالی ایک الجھن ہے جو خام خیال سے پختہ خیال تک سوچنے کا عمل ہے۔ یہ عملِ کارِ بے کار نہیں ہے۔ یہ آورد اور آمد کے بین فکر مہمیز کرنے کا رستہ ہے۔ لاشعور کو شعور میں لانے کا عمل ہے۔ خام خیالی، کج فکر سہی مگر تخلیقی اپج میں اہم جزو ہے۔

موج غزل نے ''خام خیالی'' کے عنوان سے نظم رنگ اور قافیہ رنگ پیش کرتے ہوئے اہلِ ادب کو دعوتِ سخن دی تو کئی مستقل اور نو آموز تخلیق کاروں نے حسب ذوق تازہ زمین میں اپنا خوب صورت کلام پیش کیا۔

موجِ غزل ''کتابی سلسلہ نمبر ۲۱۵'' پیش خدمت ہے۔ تمام احباب اور انتظامیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ موجِ غزل کی ترقی کا سفر بابرکت فرمائے۔ اللہ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

ناعم علی خان نمر
بانی منتظم موج غزل ادبی فورم

اقبال اشعر

نہ وہ تو ہے نہ وہ پہلے سے جلالی رشتے
اب فقط میں، تیری یاد اور خیالی رشتے

ایک دلچسپ فلک بوس محبت کے امیں
ماہ و انجم سے مزیّن یہ جمالی رشتے

سبھی انساں ہیں مگر عارض و رخسار الگ
تم نے دیکھے ہیں کہیں ایسے مثالی رشتے

تو مری جاں ہے مرے پیارے وطن تو دل ہے
میرے دل کا ہے یقیں سبز ہلالی رشتے

جب مساجد میں کہیں دور اذاں ہوتی ہے
یاد آتے ہیں ترے در کے بلالی رشتے

جانے کب تک یہ نبھائیں گے زبردستی میں
اس محبت میں یہ احساس کے خالی رشتے

انعام غزالی

حُسنِ صورت کا تو زوالی ہے
حُسنِ سیرت کا لازوالی ہے

سچ کا سایہ سکون دیتا ہے
روشنی جھوٹ کی بدحالی ہے

ہوش میں پھر کہاں وہ رہتا ہے
جس نے تجھ پہ نگاہ ڈالی ہے

تیرا چہرہ تو چاند جیسا ہے
اُس پہ زلفوں کی بدلی کالی ہے

چاند کے گرد جیسے تارے ہیں
تیرے کانوں میں چمکے بالی ہے

ایسا ہوتا ہے شام کا سورج
تیرے ہونٹوں کی جیسے لالی ہے

جمیل حیدر عقیل

زرد پتے ہیں خشک ڈالی پر
کوئی شکوہ نہیں ہے مالی پر

ابھی زندہ ہیں لوگ بستی میں
خامشی چونکتی ہے تالی پر

دیکھ بیٹی یہ وقت کی دیوی
مہرباں ہے نصیب والی پر

اپنی غربت پہ ترس آتا ہے
کوئی حیرت نہیں سوالی پر

ابھی چائے کا دور چلنے دے
ختم قصہ نہ کر پیالی پر

تو نے شہکار ہے بنا ڈالا
بتِ کافر کی بے خیالی پر

یوں بھی تقریر کر رہے ہیں لوگ
کوئی قدغن نہیں ہے گالی پر

فصل گل کا اداس ہے چہرہ
دھول چھانے لگی ہے لالی پر

جیا قریشی

بگڑی ہوئی حیات سنبھالی نہ جائے گی
کیا ہم سے کوئی راہ نکالی نہ جائے گی

یہ عشق تو خرد سے نبھانا محال ہے
دیوانگی ہے، عقل میں ڈھالی نہ جائے گی

ہونا ہے جو بھی ہو گا محبت کی راہ میں
اس کھیل میں یہ گیند اچھالی نہ جائے گی

ایسی تماشا گاہ دکھائے گا اب خدا
میلی نظر کسی پہ بھی ڈالی نہ جائے گی

یہ نسخۂ حیات ہے محبت کے دم سے ہے
ایسی دوا سے پھر بھی شفا لی نہ جائے گی

کوزہ گری کے فن میں نہ جدت رہی تو پھر
کیا خاک چاک سے بھی اٹھالی نہ جائے گی

تو نے عطا کیا ہے وہ حرف دعا اسے
در سے ترے جیا کبھی خالی نہ جائے گی

خاور چشتی

ٹوٹ کے بکھری ڈالی ڈالی ہے
بکھری پھولوں کی ہر سو لالی ہے

جس نے دیکھا وہ دیکھتا ہی رہا
ہر ادا تیری یوں نرالی ہے

ہاتھ کنگن ہو یا ہو ناک کی نتھ
سب سے پیاری لگے وہ بالی ہے

ڈھونڈتا پھر رہا ہوں گلشن میں
ایک چڑیا جو میں نے پالی ہے

ہر خوشی پا کے نامکمل ہوں
دل دیوانہ ترا سوالی ہے

وہ سراپا حسیں ہے دنیا میں
جس نے دھڑکن مری چرالی ہے

خاور ہے دن ابھی مزے کر لو
پھر جو آئے گی، رات کالی ہے

خمار دہلوی

روشنی سے مرا صحن خالی رہا
شہر میں جبکہ جشنِ دوالی رہا

وہ ہُوا جو مقدر کو منظور تھا
ہر عمل میرا خام و خیالی رہا

مفلسی سے رہا زندگی بھر جہاد
عمر بھر شکوۂ خستہ حالی رہا

حسن کا اُس کے پایا نہ ثانی کوئی
اور مرا عشق بھی بے مثالی رہا

حسن کا اُس نے صدقہ نکالا نہیں
میں سوالی رہا تھا سوالی رہا

جس کو چھو کر تکبر نہ گزرا کبھی
وہ سدا کے لئے لاڈوالی رہا

آج بھی میری غیرت بچا لے گئی
آج بھی میرا کشکول خالی رہا

ذہینہ صدیقی

ناگن سی تیری چال نرالی مشہور ہے
دنیا میں تیرے کان کی بالی مشہور ہے

صحنِ چمن میں یوں تو ہیں خوش رنگ گل کئی
تیرے چمن کے پھولوں کی ڈالی مشہور ہے

زلفوں پہ اپنی ناز ہے تجھ کو بجا مگر
ہر سمت تیرے ہونٹوں کی لالی مشہور ہے

مجبوریوں کا اپنی جو کرتا نہیں گلہ
سائل کی شکل میں وہ سوالی مشہور ہے

آنکھیں تو نرگسی بھی ہیں بام عروج پر
روئے زمیں پر چشمِ غزالی مشہور ہے

اے کاش میں بھی چھو کے اسے سُرخرو بنوں
میرے نبیﷺ کے روضے کی جالی مشہور ہے

کرتی نہیں ذہینہ یقیں تیری بات پر
دنیا میں تیری خام خیالی مشہور ہے

رانا عبدالدیان

ہر طرف اندھیرا ہے، کیسی یہ دیوالی ہے
خوف ہے وباؤں کا اور فضا وبالی ہے

اس وبا نے ملنے پر یوں لگائی پابندی
بزم دوستانہ بھی دوستوں سے خالی ہے

درد کو چھپاتا ہوں، مسکرا کے ملتا ہوں
اس طرح سے جینے کی راہ بھی نکالی ہے

بے وفائی گھاٹے کا کاروبار ہے لوگو!
ہائے کس دلالی میں عقل بیچ ڈالی ہے

اس نے کہا محبت کا میں اچار ڈالوں کیا
تو غریب عاشق ہے تیری جیب خالی ہے

آج کل مجھے رانا کیوں سکوں نہیں ملتا
موت کا تو ڈر ہی کیا؟ زندگی نرالی ہے

رزاق تحسین

دل کے ہاتھوں مرا درد خالی رہا
وہ تصور مرا خشک ڈالی رہا

بجھ گیا وہ دیا روشنی چھوڑ کے
لے لوں اُس سے میں کیا پل خیالی رہا

ڈھونڈنے ہم لگے جگنوؤں کی ڈگر
راستہ کان کی تیرے بالی رہا

تیرے دل پہ کبھی تھی حکومت مری
ناز تیرا وہ اب میری گالی رہا

زُلفیں ویران ہیں یا پریشان ہیں
سادے دل کی طرح دن بھی کالی رہا

آنکھ سے جب مری بہتا رہتا کبھی
ذکر تیرا اگر آب پیالی رہا

حسن ڈھل جائے گا ایسا کہتا رزاقؔ
دیر سے گال پر رنگِ لالی رہا

روبینہ شاہین بینا

منطق اُس کی دیکھ نرالی
ٹڈیاں اس کے لئے ہیں پالی

سمجھے کبوتر کو بھی مجاہد
گھر بیٹھے ہی کرے جگالی

سوچ ذرا کیا بول گئے تم
دیکھ ذرا اُس مکھ کی لالی

آ خود کو بھی وقت ذرا دیں
مل کے پئیں ہم چائے کی پیالی

جھانک ذرا اُس ذات کے اندر
دیکھ نہ رنگت اس کی کالی

پھل آئے گا پیڑ پہ چوکھا
کرے جو محنت باغ کا مالی

میک اپ کا اعجاز ہے سارا
منہ پہ اس کے ہے جو لالی

تجھ کو بھول نہ پائے گا وہ
چھوڑ دِلا یہ خام خیالی

ساجد اختر

وہ کریں گے کرم سَوالی پر
ہے یقیں مجھ کو اپنے والی پر

زخم گلچیں نے پھول کو بخشا
اور الزام آیا مالی پر

اپنے گھر میں اُسے کھلایا تھا
کر گیا چھید میری تھالی پر

اُن کے بارے میں جانتا ہی نہیں
کیسے مضمون لکھوں حالؔی پر

کوئی نہ کوئی توڑ دے گا اُسے
پھول کچھ روز ہی ہے ڈالی پر

روح سے رابطہ رکھو ساجدؔ
کیا فدا ہونا لب کی لالی پر

سیّدہ منوّر جہاں منوّر

شام کی جو فلک پہ لالی ہے
بس اسی کا یہ دل سوالی ہے

اس کو مس کر کے چین ملتا ہے
تیری دہلیز کی جو جالی ہے

خالقِ نور کا ہے یہ بھی کرم
جو تیرا تذکرہ جمالی ہے

بھوکا مفلس ہے گر کسی نے پھر
اس کے حصے کی روٹی کھالی ہے

جانے طوفان کیسا آئے گا
آسماں پر گھٹا بھی کالی ہے

یاد آئے ہیں اُن کے شیریں سخن
جب طبیعت کبھی سنبھالی ہے

عشق کی سب کو بانٹ دی خیرات
میری جھولی ابھی بھی خالی ہے

تو منوّرؔ کمال لکھتی ہے
تیری ہر فکر ہی مثالی ہے

شمیم چودھری

بن کے اُن کے میں در کی سوالی
پائی رحمت وہ ہے لازوالی

لا کے اپنے تصور میں طیبہ
تھام لی میں نے روضے جالی

خاک لا کے ترے آستاں سے
چوم کر آنکھوں سے ہے لگا لی

کرتی ہر سانس ہے ذکر جن کا
روح میں اُن کی الفت بسا لی

جن کا در روشنی کا ہے منبع
نور سے اُن کے جاں جگمگا لی

ہے شفاعت پہ جن کی بھروسہ
اُن کے در سے ہے لو اب لگا لی

یہ بھی سچ ہے شمیم اُن کی ہو کے
میں نے ساری خدائی ہے پالی

شمیم چودھری

غم ہستی نہ جائے سنبھالی
عشق تیرے نے مت مار ڈالی

زہر اُگلا وہ تیغِ زباں سے
بھر دی جس نے مرے دل کی تھالی

جب بھی نکلی ہوں غم بانٹنے کو
شہر بھر میں ملا نہ سوالی

مٹ گئے منزلوں کے نشاں بھی
گرد اتنی ہوا نے اُچھالی

نخل مرجھا گئے اس چمن کے
ہو گئی ہے پریشان ڈالی

بھید دُشمن کا ہم پہ کھلا تب
اُس پہ مال و متاع جب لٹا لی

تب ہٹایا ہے رستے سے پتھر
جب بھی ٹھوکر شمیم ہم نے کھا لی

شمیم چودھری

موج دریا سے جب نہ سنبھالی گئی
کشتی ساحل پہ لا کے اُچھالی گئی

آس لے کے چلے تھے آزادی کی جو
اُن کے پاؤں میں زنجیر ڈالی گ ٔ

چھید کرتا رہا جس میں وہ عمر بھر
ٹوٹ دل کی میرے اب وہ تھالی گئی

سفر طے نہ ہوا روشنی میں مرا
رات سر پہ مرے آج کالی گئی

بھرنے پانی جو آئی تھی دریاؤں سے
لے کے گاگر وہ گھر کو ہے خالی گئی

بیچ ڈالا اُسے کوڑیوں کے عوض
جن سے اولاد اپنی نہ پالی گئی

پیٹ بچوں کا بھرنے کی خاطر شمیم
کانوں کی بیچ اپنی وہ بالی گئی

شمیم چودھری

تمھارے میکدے کی بھی عجب منطق نرالی ہے
ہزاروں پینے والے ہیں مگر ہر جام خالی ہے

نجانے کب خزاں آ کر چمن پہ وار کر جائے
اسی کے خوف سے سہمی ہوئی ہر ایک ڈالی ہے

سنو یہ کھیل الفت کا نہیں آسان ہے اتنا
کئی لوگوں نے جاں اپنی محبت میں گنوالی ہے

سمجھتا ہے کہ وہ مجھ کو بھلا دے گا آسانی سے
اُسے کہہ دو کہ یہ اُس کا فقط وہم خیالی ہے

مجھے جب چھوڑ جانے کا ارادہ کر لیا تو نے
تو اپنے ساتھ رہنے کی مجھے عادت کیوں ڈالی ہے

پڑے نہ ڈھول پاؤں پر سفر کے درمیاں تم پر
تمھاری راہگزر میں پھولوں کی چادر بچھالی ہے

مرے دِل کی زمیں ساری شمیم اب ہو گئی بنجر
بہت مدت ہوئی اس میں نہ خوشہ ہے نہ بالی ہے

شمیم چودھری

رات چھائی ہے سر پر جو کالی
جائے گی لوٹ کر اب نہ خالی
بھر دے آنکھوں میں وہ بارشیں بھی
دھو دے جو مرے ہونٹوں کی لالی
کود کر عشق کی آگ میں خود
خواہ مخواہ جان اپنی گنوا لی
رتجگا آنکھ میں میری رکھ کے
اُس نے راتوں کی نندیا چرا لی
دھول میں مار کر اپنے پاؤں
خاک اپنے ہی سر میں ہیڈالی
میرے دل کو کھلونا سمجھ کر
جب بھی چاہا ہے ٹھوکر لگا لی
لے کے رسوائیاں دنیا بھر کی
خاک اپنی لحد کی اُڑا لی
سوچتے ہیں یہی رات دِن ہم
یہ مصیبت کیوں ہم نے ہے پالی
مجھ سے تو ایک دن بن نہ پائی
غیر سے اُس نے کیسے نبھا لی
لوٹ کر اُس کو آنا پڑے گا
شرط ہم نے ہے اُس سے لگا لی
اُن پہ ہرگز بھروسہ نہ کرنا
صورتیں جن کی ہیں بھولی بھالی
دنیا کے اِن جھمیلوں سے تھک کے
دشت میں میں نے کٹیا بنا لی
دھو کے اشکوں سے دل کی زمیں کو
فصلِ گُل اُس میں پھر ہے اُگا لی
لکھ کے پھر نام اُس بے وفا کا
در کے باہر ہے تختی لگا لی

شہناز رضوی

دل میں تصویر اک خیالی ہے
جس کا ہر نقش ہی مثالی ہے

چاند نکلا نہ روشنی پھیلی
آج کی رات کتنی کالی ہے

مسکرا کر سہا ہے ہر غم کو
ہم نے عادت ہی یہ بنالی ہے

خال و خد اُس کے کیا بتائیں اب
سرسری اک نظر ہی ڈالی ہے

وہ ادا بھی تھی لاجواب مگر
آپ کی یہ ادا نرالی ہے

ہے میسّر ہر اک خوشی ہم کو
دل مگر آپ کا سوالی ہے

خواب دیکھیں نہ پھر سے ہم کوئی
نیند آنکھوں کی یوں اُڑا لی ہے

راستے آپ کو مبارک ہوں
ہم نے منزل جنوں کی پا لی ہے

زندگی جس کو کہہ رہے ہیں آپ
میری شہناز دیکھی بھالی ہے

صادق انور اثری نذیری

ہمارے رہبروں کی رہبری دیکھو نرالی ہے
انہیں کا ہے کرم کہ ملک نے عزت گنوالی ہے

کبھی تو اس چمن میں ہر طرح کے پھول کھلتے تھے
مگر اب پھول سب مرجھا گئے اور سوکھی ڈالی ہے

جو ہیں نفرت کے سوداگر انہیں الفت سے کیا مطلب
ہاں ایسے وحشیوں کا یاد رکھنا ظرف خالی ہے

یہ دیکھو عاشقی میں خود کو ہی برباد کر بیٹھے
انہیں بچوں نے اپنے باپ کی پگڑی اچھالی ہے

مسلماں دیکھ کر کے کس طرح یہ ٹوٹ پڑتے ہیں
کہ ہاتھوں میں ہے خنجر اور زباں پر ان کی گالی ہے

مصیبت ہی مصیبت ہے غریبوں کے لیے یارب
کہ بھوکے سارے بچے ہیں یہ گھر بھی ان کا خالی ہے

کہ انور کر خدا سے تو دعائیں رو کے رات و دن
وہی رازق سبھی کا ہے وہی تو بے مثالی ہے

صوفی بستوی

گیت

شور مچا ہے ڈالی ڈالی
اٹھی گھٹا ہے کالی کالی
باغ میں جلتے بجھتے جگنو
ہونٹ پہ تیرے جیسے لالی
پھول پہ جھولے تتلی جیسے
کان میں جھولے تیرے بالی
پھول کھلے ہیں گلشن گلشن
جھوم رہی ہے ڈالی ڈالی
پیڑ کا پتہ پتہ بولے
میرا بہت ہے اچھا مالی
پھول پہ جھولے تتلی جیسے
کان میں تیرے جھولے بالی

ضیاء شہزاد

میں حیراں ہوں زمانے کی عجب منطق نرالی ہے
اسے سر پر بٹھاتے ہیں کہ جن کا ذہن خالی ہے

کہاں دیکھا تھا ایسا دور جس میں سب پریشاں ہیں
جسے دیکھا ضرورت مند دیکھا اور سوالی ہے

ہمیشہ امن کا پیغام بھیجا ہے رقیبوں کو
نہیں لڑتے کسی سے بھی ہمارا ہاتھ خالی ہے

ہمارے دوست یہ سمجھاتے رہتے ہیں ہمیں اکثر
محبت کرنے والوں نے ہمیشہ جاں گنوالی ہے

کسی پر موند کر آنکھیں بھروسہ مت کرو یارو
نظر آتا ہے جو ہوتا نہیں دنیا کھنگالی ہے

زمانہ کس قدر بدلا ہے حیرت ہوتی ہے اکثر
زباں شیریں تھی جن کی آج ان کے لب پہ گالی ہے

شب فرقت میں بس کروٹ بدلنا کام ہے اپنا
ہماری نیند بھی اک بے وفا نیاب چرالی ہے

یہی سوچا ہے ہم بھی چہرے پر چہرہ لگا لیں گے
نہ ظاہر ہوں کبھی دنیا پہ یہ صورت نکالی ہے

چلو شہزاد زندہ رہنے کی تدبیر ہم ڈھونڈیں
مکر کا جال ہے پھیلا یہ دنیا دیکھی بھالی ہے

علیم اسرار

تبسم لب پہ رقصاں ہے کبھی آنکھوں میں لالی ہے
تصور میں بسا جیسے کوئی پیکر خیالی ہے

مجھے دیکھو خیالِ یار میں الجھا ہوں مدت سے
درِ جاناں پہ جیسے منتظر کوئی سوالی ہے

محبت ہے ہمیں تم سے، محبت ہے ہمیں تم سے
چلے آؤ نہاں خانہ ہمارے دل کا خالی ہے

تعلق تو نہیں لیکن وہی شدت ہے رشتے میں
ہمارا دوستانہ بھی حقیقت میں مثالی ہے

مرے احساس میں اب تک کسی کا لمس ہے زندہ
تمہاری یاد کا محور وہی چائے کی پیالی ہے

ذرا دیکھو قصور اس کا وفاؤں کے نبھانے میں
یہی معلوم ہوتا ہے کوئی تہمت لگالی ہے

وہ کہتا ہے میں ہوں اسرار اپنے نام کے جیسا
اُسے مجھ سے شکایت ہے، مری عادت نرالی ہے

علیم اسرار

جاناں
(ست رنگی)

خالی
آنکھ غزالی
پیکر کوئی خیالی
صندل جیسا رنگ جمالی
چاند کا ٹکڑا تیرا روپ مثالی
بال سنہرے حسن سراپا ہونٹ پہ لالی
جاناں تیرے ہونے سے ہے ہر اک سمت گلالی
من مندر کی تو ہے مورت جاناں! تیری بات نرالی!!

فرح ناز

خام خیالی
(آزاد نظم)

پیکر حسن تھا
انداز جداگانہ تھا
غرور حسن تھا
انداز کبریانہ تھا
اس کی ہر چال سبک
کام کافرانہ تھا
زعم تھا یہ کہ کبھی
ختم نہیں ہوگا سب
بے خبر تھے کہ کبھی
چال وہ چلے گا جب
یہ جوانی یہ تکبر
رہے گا باقی کب
ہے بقا اس کو صرف
باقی تو فانی سب
ہائے یہ خام خیالی کہ ڈبویا اس کو
کیسے پھر خاک کے سینے میں سمویا اس کو

فہد علی عزیزی

سامنے اُن کی صورت نرالی رہے
ہر تصور سے دل میرا خالی رہے

روشنی ہو مری آپ ﷺ کا نقشِ پا
سر پہ سایہ فگن کملی کالی رہے

اسوۂ بے بدل آپ ﷺ ہی ہوں مرا
جذبۂ دین میرا بلالی رہے

سامنے اُن کے دامن بھرا جھاڑ دوں
میرے ہاتھوں میں روضے کی جالی رہے

وہ گھڑی مجھ کو آقا ﷺ میسر نہ ہو
دل ترے عشق سے جس میں خالی رہے

وقتِ رحلت عزیزی مدینے میں ہو
آنکھوں میں آپ ﷺ کی ذاتِ عالی رہے

فیصل قادری گنوری

آبرو میری محبت کی بچالی جائے
وصل کی بھی کوئی صورت تو نکالی جائے

پھر تری یاد نے اس دل کو کیا ہے بے چین
پھر ترے نام کی اک بزم سجالی جائے

تم وفا کرتے رہو لاکھ جفائیں وہ کریں
اس طرح رسم محبت کی نبھالی جائے

نفرتوں کا یہ اندھیرا نہ رہے روشنی ہو
شمعِ عشق اگر دل میں جلالی جائے

منتظر دید کی بے تاب ہیں کب سے آنکھیں
اب تو چلمن رُخِ روشن سے اُٹھالی جائے

کیا ملے گا بھلا رسوائی جہاں میں ہوگی
بات گھر کی ہے میاں گھر میں دبالی جائے

گلشنِ ہستی میں آ جائیں بہاریں فیصل
یادِ محبوب کی گر دل میں بسالی جائے

کوثر اسلام قائل

جانے کس دور کو تکتی ہیں سوالی آنکھیں
باپ ست اپنے ہی بچوں نے چرالی آنکھیں

وقت کی آگ میں جھلسے ہیں وہ سارے چتے
جن سے سورج نے ملائی ہیں نرالی آنکھیں

جب سے بینائی سے محروم ہوا وہ جاناں!
اس نے ہر چیز کو چھوٹے ہی بنالی آنکھیں

قتل کے بعد ہی قاتل نے گرائی دستار
بعد مرنے کے ہی ظالم نے نکالی آنکھیں

ہائے کیا خام خیالی تھی، پسِ خاک گئی
ہائے کیا خاک ہوئیں؟ کیسی مثالی آنکھیں

چہرے کے گرد بنایا تھا جو قائل ہالہ
اُس کی کرنوں سے چمکتی تھیں جلالی آنکھیں

کوثر اسلام قائل

خام خیالی

میرا بچپن کا دوست تھا صاحب
جنموں جنموں سے میرا ساتھی تھا
سب رُتوں میں ہی ساتھ ساتھ رہے
چاہے سرگرمیاں ہوں بچپن کی
یا ہوں پھر شوخیاں لڑکپن کی
کبھی غلطی اگر وہ کر لیتا
سارا الزام خود پہ دھر لیتا
یار کو اپنے میں بچاتا تھا
میرا بابو غریب تھا جاناں
تبھی تعلیم چھوڑ دی میں نے
کہ فقط گھر کا میں سہارا تھا
اُس نے تعلیم کی بہت حاصل
نوکری مل گئی اُسے بڑھیا
گاڑی، نوکر، محل نما بنگلہ
نعمتیں اُس کو سب میسر ہیں
آج برسوں کے بعد میں اس سے
اتفاقاً ملا ہوں رستے میں
میں نے سب کچھ کرایا یاد اُس کو
پھر بھی پہچانا نہ ذرا مجھ کو
تھا وہ میرا گمانِ یکطرفہ
دوستی جس پہ ناز کرتا تھا
دوستی کیا بھلا غریبوں سے
بھلا رشتہ بھی کیا غریبوں سے

گوہر رحمٰن گہر مردانوی

دعائیہ نظم

جہاں جھولی کو خالی دیکھتا ہے
ترے در کو سوالی دیکھتا ہے

کھلا رحمت کا دروازہ ہے پل پل
تری قدرت جلالی دیکھتا ہے
ترے در کو سوالی دیکھتا ہے

فقط توحید کا پیرو ہے بندہ
کرم تیرا مثالی دیکھتا ہے
ترے در کو سوالی دیکھتا ہے

کرے گا کج عمل اصلاح فوری
جو آگے گوشمالی دیکھتا ہے
ترے در کو سوالی دیکھتا ہے

سکوں ہے ذکر میں، لالچ ولیکن
فنا کی ہی بحالی دیکھتا ہے
ترے در کو سوالی دیکھتا ہے

گہر رحمٰن یا اللہ تیری
رضا، رحمت کو عالی دیکھتا ہے
ترے در کو سوالی دیکھتا ہے

منور پاشاہ ساحل تماپوری

زندہ ہوں میں یہ میری بس خام خیالی ہے
حالات نے کچھ ایسے اب جان نکالی ہے

ہر چیز لٹا کر اب میں راز یہ جانا ہوں
دنیا یہ سوالی تھی دنیا یہ سوالی ہے

یہ کون ہے دیکھو تو کہرام مچا رکھا
کمبخت نے اس طرح جو چیخ اچھالی ہے

اخلاق کی طاقت کا اندازہ نہیں تم کو
ہر دل کی حکومت تو اس نے ہی سنبھالی ہے

منجدھار کا کشتی سے رشتہ تو پرانا ہے
منجدھار سے کشتی پر ساحل نے نکالی ہے

نادیہ سحر

گنجائشِ اظہار نکالی تو بہت ہے
ہر چند یہ تدبیر نرالی تو بہت ہے

شاید کبھی لوٹ آئیں وہ بیتے ہوئے لمحے
کیا کہیے کہ یہ خام خیالی تو بہت ہے

ممکن ہی نہیں ہے کہ تمھیں دل سے بھلا دیں
اور اس کا ثبوت اشکوں کی لالی تو بہت ہے

اب دیکھیے دنیا اسے کس آنکھ سے دیکھے
کہنے کو مرا درد مثالی تو بہت ہے

پنچھی کا بسیرا ہے کسی اور شجر پر
ویران بہت پیڑ کی ڈالی تو بہت ہے

آتا ہی نہیں کوئی جوابِ دلِ ناداں
ہر آنکھ زمانے میں سوالی تو بہت ہے

کیوں مجھ سے یہ تاریکی مٹائے نہیں مٹتی
یہ رات سحر میں نے اجالی تو بہت ہے

ڈاکٹر نگار سلطانہ

عشق کے سانچے میں جب میں نے بھی ڈھالی چائے
مل کے پیتے رہے پھر دونوں مثالی چائے

بن تمہارے کہاں پینے کا مزہ ملتا ہے
بن تمہارے نہ بنی ایک بھی پیالی چائے

میں تو راہوں کو تری اب بھی نگاہ میں رکھوں
اپنے ہاتھوں میں لئے دودھ ہی والی چائے

سامنے رکھا اُسے میں نے بنا کر جونہی
جھٹ سے بڑھ کر تھی مری اُس نے اٹھالی چائے

ایک مدت ہوئے تم شام کو گھر آئے نہیں
تم سے کچھ پوچھا کئے میری سوالی چائے

جب کبھی رکنے میں تاخیر کا ڈر تھا تم کو
میں نے جھٹ پٹ کہیں باہر سے منگالی چائے

دیکھ کے چائے تو بے ساختہ بولے مجھ سے
ناشتہ کچھ بھی نہیں، صرف یہ خالی چائے؟

کتنا ملتا ہے اسے پی کے سکوں بھی مجھ کو
میں بنا دودھ بنا سکتی ہوں کالی چائے

زندگی اور مزہ دے گئی مجھ کو جاناں!
اپنے ہونٹوں سے جبھی میں نے لگالی چائے

آج مل کر جو مزہ پینے میں آتا ہے نگار
سوچتی ہوں کہ سکھی مجھ کو پھنسالی چائے

نوید ظفر کیانی

جب مددگار بنے پیڑ کی ڈالی ڈولی
دور کب ہے یہ ترے غرفے کی جالی جولی

فیس بک پر کوئی بنتا رہا غالب والب
قوم کی فکر میں ہم بھی رہے حالی حولی

یار لوگوں میں بھلا کون کے بتلائے
دوستو! شیریں مقالی نہیں گالی گولی

اُس کے دل میں ہے ہمیشہ سے ٹھرک پھولوں کی
کبھی گلشن میں لگاتا نہیں مالی مولی

خاک عاشق ہے کہ تحفے ہیں نہ سوغاتیں ہیں
بس یونہی پیار کئے جاتا ہے خالی خولی

سیلری ساری اسی بھینٹ چڑھا دیتا ہے
ہر میاں کے لئے بن جاتی ہے سالی سولی

کون فرمائشیں سنتا ہے بھلا بیوی کی
گوشِ محبوب کو لے آتا ہے بالی بولی

دیدۂ شوق پہ عینک جو لگا لیں دل کی
ہم کو میڈونا نظر آتی ہے کالی کولی

لاک ڈاؤن نے بھی کیا ظلم کمایا، توبہ!
سرخی ورخی وہ لگا پائے نہ لالی لولی

اتنے بدنامی کے چھینٹے کہاں پڑتے تھا یہاں
بند لگتی ہے ترے کوچے کی نالی نولی

جب گویّے کی طرح غزلیں سنائے شاعر
ہم بھی سنگت میں بجا لیتے ہیں تالی تولی

نوید ظفر کیانی

خام خیالی اور ردِ عمل
(ست رنگی)

کرونا!
یہ تیرا گماں ہے
کہ یہ تیرا پنجۂ خونیں
گلا نسلِ انسان کا گھونٹ دے گا
تو خود دیکھ لے تیرے ردِ عمل میں یہ انساں
سبھی کاروبارِ زمانہ کو تج کے ہوا "لاک ڈاؤن"
بس اِک کام میں جت گیا ہے، کرے پیدا بچے، بڑھائے آبادی

نوید ظفر کیانی

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

خواب میں اِک کملی کالی اور میں
رویتِ روئے ہلالی اور میں

زیست کے اُس پل کو میں مرتا ہوا
پھر اُسی روزے کی جالی اور میں

طیبہ سے اُٹھتی گھٹائیں ہر طرف
زندگی کی خشک سالی اور میں

ڈوب جائے عمر بھر کی تشنگی
چشمِ رحمت برشگالی اور میں

مندمل ہوتا ہوا ناسورِ غم
وہ ادائے اندمالی اور میں

دُور تک پھیلا ہوا دشتِ وفا
حسرتِ جذبِ بلالی اور میں

شافعِ اُمت! بلائے ناگہاں
آ گئی ہے آنے والی اور میں

نوید ظفر کیانی

تجربے کے تبر سے ہر بے خیالی کاٹئے
کچی عمروں والی فصلِ لاأبالی کاٹئے

یوں زمانہ پوچھنے لگ جائے گا رودادِ شب
جاگتی تصویر سے آنکھوں کی لالی کاٹئے

سوچ لہجے گونجنے لگ جائیں گے سناٹے بھی
یوں نہ بے دردی سے ہر چشمِ سوالی کاٹئے

موجِ بُو، بادِ صبا یوں روکے سے رُکتی نہیں
کاٹئے ہاں گلستاں کی ڈالی ڈالی کاٹئے

جاں انڈیلی جاتی ہے صبر و رضا کی اوک میں
صبحِ روشن چاہیئے تو رات کالی کاٹئے

"مردِ نازک پر کلامِ نرم و نازک بے اثر"
نطق سے نہ اس لئے شیریں مقالی کاٹئے

دیکھئے الفاظ کو مفہوم کی شائستگی
شور کرتے جھرنے کی ہر ایک گالی کاٹئے

بس کسی پل سے نکلنے والی ہے فصلِ بہار
زندگی بھر سوچئے اور خستہ حالی کاٹئے

دید لاحاصل ہے، بنئے جزوِ نظارہ ظفرؔ
ہوتی ہے حائل تو پھر غرفے کی جالی کاٹئے

ہاشم علی خان ہمدمؔ

ہونٹوں پہ غزل ، آنکھ غزالی ترے دم سے
چہرے پہ نمودار ہے لالی ترے دم سے
دالان میں اڑتے ہوئے آنچل کی مہک ہے
پھولوں نے یہ خوشبو بھی نکالی ترے دم سے
اٹھتا ہے ترے دل سے پھڑکتا ہوا مصرع
بجتی ہے بھرے ہال میں تالی ترے دم سے
اوڑھی ہے تری شال مرے خوشئہ دل نے
سرسبز ہوئی خواب کی بالی ترے دم سے
اس عہد گریزاں میں تجھے یاد رکھا ہے
کٹ جائے گا یہ وقت وبالی ترے دم سے
دیکھی ہے تری آنکھ سے مہکار شجر کی
تھامی ہے لچکتی ہوئی ڈالی ترے دم سے
ہونٹوں کی حلاوت ہے کہ قربت کا اثر ہے
پی لیتا ہوں چائے کی پیالی ترے دم سے
ہر خواب ترے نام سے آباد رہا ہے
آنکھوں میں رہی خواب خیالی ترے دم سے
یہ نقشِ دمیدہ ہے ترا حسنِ تپیدہ
رخسار پہ آتی ہے گلالی ترے دم سے
ورنہ مجھے لگتا تھا کہ دنیا سے چلا میں
گرتی ہوئی دیوار سنبھالی ترے دم سے
پھر اور کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی
بھر جاتی ہے احساس کی تھالی ترے دم سے
تو نے مری رفتار کو مہمیز کیا ہے
یونہی تو نہیں گیند اچھالی ترے دم سے
اوقات سے زیادہ کوئی خواہش نہیں رکھتا
کافی ہے محبت جو کما لی ترے دم سے
ہر دوسری دھڑکن میں ترا نام ہے ہمدم
رہتا ہی نہیں دل مرا خالی ترے دم سے

ہاشم علی خان ہمدمؔ

خام خیالی
(ست رنگی)

دنیا
خالی خالی
تنہائی کی ڈالی
ہر سو بدحالی چھائی ہے
نادیدہ، ان جانا ڈر ہے، میں ہوں
دل کی کھڑکی کھولے کوئی جھونکا ہمدم
تازہ کلیاں کھل جانے سے جائے خام خیالی

یاسر فاروق

خام خیالی
(آزاد نظم)

خدا کو اپنی منزل جاننے والا
میں اپنی عبادتوں سے مطمئن تھا
روح کا سفر ازل راستوں پر
رواں دواں تھا کہ یکدم
لم یزل مطلق محبت نے
مری طرف اپنی بانہیں پھیلا دیں
اور میں
موت کی آغوش سے سہم گیا

اگلا پروگرام

موجِ غزل
مشاعرہ

ست رنگی رنگ

۶ر جون ۲۰۲۰ء

ان شاء اللہ

تعارف

گوہر رحمٰن گہر مردانوی



نام گوہر رحمٰن، قلمی نام گوہر رحمٰن گہر مردانوی، مردان، خیبر پختونخواہ سے تعلق ہے۔ تعلیم بی اے، سرٹیفکیٹ ان جرنلزم ہے۔ پیشہ درس و تدریس ہے۔ بہت اچھے گرافک ڈیزائنر ہیں۔ ہر قسم کی نثر و نظم میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ خاصے پر گو شاعر ہیں، روزانہ کے حساب سے بے شمار کلام لکھ دیتے ہیں۔ اردو کے علاوہ پشتو زبان کے بھی بہت اچھے شاعر ہیں۔

ای میل sufi2014.fa@gmail.com

رانا عبدالدیان

نام رانا عبدالدیان، تخلص راناؔ کرتے ہیں۔ تعلیم درس نظامی ہے۔ شاعری کی ابتداء ۲۰۲۰ء میں کی، جس کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اصناف سخن میں غزل نعت وغیرہ میں مشق سخن کرنا پسند کرتے ہیں۔ گوجرانوالہ سے تعلق ہے اور وہیں رہائش پذیر بھی ہیں۔ کتاب فی الحال کوئی شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

میں اس کی دھڑکنوں میں ایسے بسا ہوں　　　کشید کر اشک آنکھوں سے جا بجا لکھے گی

شمیم چودھری



نام شمیم چودھری، یہی قلمی نام بھی ہے۔ کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔ گھریلو خاتون ہیں۔ شاعری خاصے طویل عرصے سے کر رہی ہیں تاہم ابھی تک شاعری کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔ اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان میں بھی شعر کہتی ہیں۔ غزل کو ابلاغ کا پسندیدہ ذریعہ جانتی ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

جب بھی نکلی ہوں غم بانٹنے کو　　　شہر بھر میں ملا نہ سوالی

جمیل حیدر عقیل



نام جمیل حیدر، تخلص عقیلؔ۔ پنجاب یونیورسٹی سے گریجویٹ ہیں۔ پشتینی تعلق گوجر خان سے ہے تاہم کئی برسوں سے بسلسلۂ روزگار نیویارک امریکہ میں مقیم ہیں۔ بہت عرصے سے شاعری کر رہے ہیں۔ غزل کو اظہار کا بہترین وسیلہ گردانتے ہیں۔ ابھی تک شاعری کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

اُتری ہوئی تھی چاک پہ رنگوں کی کائنات　　　تصویرِ دوستی کا مصور تھا سامنے

اقبال اشعرؔ



نام محمد اقبال، تخلص اشعرؔ، تعلیم: ایم فل۔ درس و تدریس کے پیشے سے منسلک ہیں۔ اٹک، پاکستان میں رہائش رکھتے ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۱۹۹۹ء میں کی۔ اصناف سخن میں غزل، نظم، حمد و نعت اظہار کا مرغوب وسیلہ ہیں۔ کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی، نہ ہی مستقبل قریب میں اس کا امکان ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ۔

اشعرؔ ستا رہی ہیں یہ موسم کی تلخیاں   پھرتے ہیں تتلیوں سے گریزاں کیے ہوئے

ای میل sardariqbal.ak@gmail.com

خاورؔ چشتی

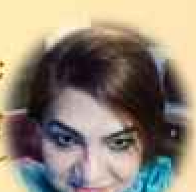


نام خاور مشتاق چشتی، تخلص خاورؔ چشتی، تعلیم ایم اے ایڈمنسٹریشن (سائنس)۔ پیشہ ریٹائرڈ بینکار۔ رہائش بہاولپور (پاکستان) میں ہے۔ شاعری کی ابتداء سکول کے زمانے سے کی۔ تصنیف فی الحال کوئی نہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ۔

کسی سے کچھ نہ کہا خود بکھر گیا چپ چاپ   میں ایک لمحہ تھا، جیسے گزر گیا چپ چاپ

ای میل ایڈریس khawar.chishti@mail.com

جیاؔ قریشی



نام حمیدہ قریشی، تخلص جیاؔ قریشی، تعلیم بی ایس سی، بی ایڈ۔ شعبۂ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری لگ بھگ دس برس سے کر رہی ہیں لیکن اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم اتنا کچھ لکھ چکی ہیں کہ کئی کتابیں بن سکتی ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ۔

کردار زمانے پہ جیاؔ راج کرے گا   عورت ہوں مگر مرد پہ سرداری کروں گی

ای میل jiya.qureshi202@gmail.com

خمارؔ دہلوی



نام الحاج اکرام الدین انصاری، تخلص خمارؔ دہلوی، تعلیم ایم۔ اے (اردو)۔ دہلی، بھارت میں رہتے ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۱۹۸۱ء میں کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، اور غزل میں لکھنا پسند کرتے ہیں۔ تصنیف فی الحال کوئی نہیں ہے تاہم دو کتابیں ''توصیفِ رسول ﷺ'' اور ''تصویر میرے عہد کی'' جلد متوقع ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ۔

یارب تو میرے جسم کو ذروں میں بانٹ کر   اُس خاک میں ملا جو مدینے میں جا بسے

ای میل khumardir@gmail.com

ساجد اختر



نام ساجد اختر، تخلص ساجدؔ، تعلیم بی اے اُردو آنرز (جاری)، پیشہ درس وتدریس۔ کولکاتا (ہندوستان) میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری ابتداء ۲۰۱۸ء میں کی۔ نعت/غزل میں خامہ فرسائی پسند کرتے ہیں۔ کتاب فی الحال کوئی شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

ہزاروں پر کو مرتا ہے تو کیتے ہوئے اہے دل ۔۔۔ بتا ساجدؔ سدا سے ایک کا ہی کب ہوا ہے دل

ای میل sajidakhtar8420@gmail.com

ذہینہ صدیقی



نام ذہینہ صدیقی، تخلص ذہینہ، انگریزی اور اردو میں ایم۔اے، ایم۔ایڈ ہے، علاوہ ازیں آیوروید رتن، براڈ کاسٹنگ اور اینکرنگ کی ٹریننگ، اسکرپٹ رائٹنگ اور ایڈیٹنگ کی ٹریننگ کے کورس کئے ہوئے ہیں۔ ٹیچنگ اور براڈ کاسٹنگ کے شعبوں سے وابستہ ہیں۔ رہائش نئی دہلی میں ہے۔ شاعری کی ابتدا نویں کلاس سے ہوئی۔ پسندیدہ اصناف سخن میں غزل، نظم، قطعات، افسانے، کہانیاں وغیرہ شامل ہیں۔ دو شعری مجموعے زیر اشاعت ہیں۔

شہناز رضوی



نام شہناز رضوی، تخلص شہناز، تعلیم گریجویشن، پی آئی اے میں افسر ہیں۔ رہائشی شہر کراچی ہے۔ شاعری کی ابتدا محض چودہ برس کی عمر میں کی۔ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، منقبت، سلام، مرثیہ، نوحہ، غزل، نظم بھی پر لکھنا پسند کرتی ہیں۔ ایک شعری مجموعہ "متاعِ جاں" کے نام سے موجود ہے۔ ایک مجموعہ زیرِ طبع ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

صرف ممتا کا جوش تھا ورنہ ۔۔۔ آبِ زم زم رواں نہیں ہوتا

فیصلؔ قادری گنوری



نام فیصل قادری گنوری، تخلص فیصل، تعلیم ایم اے جغرافیہ۔ ان کی ٹیلرس شاپ ہے۔ محلہ سالم پورہ قصبہ گنور ضلع سنبھل یوپی انڈیا میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۰ء میں کی۔ غزل و نعت اظہار کا پسندیدہ وسیلہ ہیں۔ کتاب فی الحال کوئی شائع نہیں ہوئی تاہم نعتیہ و غزلیہ کلام کی تعداد ۱۰۰۰ سے زائد ہو چکی ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

ہم شاعری کی شین سے واقف نہیں تھے پر ۔۔۔ سرکار ﷺ کے کرم نے سخن ور بنا دیا

صوفی بستوی



نام محمد معین الاسلام، تخلص صوفی بستوی، تعلیم ایم اے، بی ایس سی، ایم ڈی ای ایچ، ایل ٹی، ریٹائرڈ پرنسپل ہیں۔ رہائش لکھنو، یوپی (انڈیا) میں ہے۔ شاعری کا آغاز ۱۹۸۰ء سے کیا۔ اصناف سخن میں نظم، غزل، قطعہ وغیرہ پسندیدہ ہیں۔ ایک عدد کتاب زیرِ طبع ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

قدرت نے ہمیں تازہ ہوا بخش دی ورنہ   ہر عیش امیروں ہی سے منسوب رہا ہے

ای میل islammoinul827@gmail.com

ضیاء شہزاد



نام ضیاء الدین، قلمی نام ضیاء شہزاد، ۲۷ جنوری ۱۹۴۲ء کو باول، ہریانہ، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ صحافت میں ایم اے کر رکھا ہے۔ مختلف اخبارات و جرائد سے وابستہ رہے۔ ذاتی روزنامہ قومی اتحاد جاری کیا۔ ماہنامہ "سات رنگ ڈائجسٹ" اور "داستان ڈائجسٹ" کے مدیر رہے۔ ذاتی فلم "دلاری" بنائی، جس کے سکرپٹ رائٹر، ڈائریکٹر اور پروڈیوسر خود تھے۔ بے شمار فلموں کے سکرپٹ اور گیت لکھے۔ مختلف ڈائجسٹوں میں افسانے، قسط وار و مختصر کہانیاں لکھیں۔ ان کی کتابوں میں "یادوں کے اجالے"، "ہجر کا تماشا"، "چاند سا چہرہ" اور "ہجر کے رات دن" شامل ہیں۔ بے شمار کتب زیرِ اشاعت ہیں جن میں حمد و نعت کا مجموعہ، نظموں کا مجموعہ، افسانوں کا مجموعہ "ہمسفر" اور ناول "بدنام" شامل ہیں۔

رزاق تحسین



نام عبدالرزاق، تخلص تحسین، تعلیم ایم اے، کلرکی کرتے ہیں۔ گوادر میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۲۰۰۵ء میں کی۔ اصناف سخن میں نظم اور غزل لکھنا پسند کرتے ہیں۔ ان کا بلوچی شعری مجموعہ تنگر اور اردو شعری مجموعہ، دریچوں میں اُگتے خواب جلد متوقع ہے۔ نمائندہ شعر ہے۔

کرسیاں چھو کے گزر جائے وہ شخص تنہا ہے   علم سے چاہے نکھر جائے وہ شخص تنہا ہے

علیم اسرار



نام شیخ علیم، تخلص اسرارر، تعلیم ایم۔اے، بی ایڈ ہے۔ درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ صوبہ مہاراشٹر (انڈیا) کے شہر ناندیڑ سے تعلق ہے اور وہیں رہائش پذیر ہیں۔ بچپن سے افسانے، کہانیاں، ڈرامے لکھے کچھ نہ کچھ لکھنا عادت رہی۔ بہت کچھ لکھا، پھر ۲۰۱۵ء سے باضابطہ شاعری کا آغاز ہوا۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، نظم، غزل پر خامہ فرسائی کی۔ مجموعۂ کلام بعنوان "بازیچۂ سخن" کا ارادہ ہے۔ نمائندہ شعر ہے۔

حسرت کو دل کی باندھنا آساں نہیں مگر   لفظوں میں کھینچ خواب کا منظر اتار دے

ای میل ایڈریس alimned@gmail.com

فہد علی عزیزؔی



نام فہد علی، تخلص عزیزی، ایم اے اسلامیات/ایم اے عربی کیا ہوا ہے۔ درس وتدریس سے وابستہ ہیں۔ رہائش کراچی میں ہے۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۶ء میں ہوئی۔ اصناف سخن میں نعت، منقبت، غزل، نظم، قطعات وغیرہ پسندیدہ اصناف ہیں۔ فی الحال کتاب کوئی شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ؎

مفلس کی گدائی کا ہے تریاق کراچی ہے شہر مرا شہرۂ آفاق کراچی

صادق انورؔ اثری نذیری



نام صادق انور اثری نذیری، تخلص انورؔ، تعلیم عالم دین ومتخصص فی الحدیث۔ مدرس ہیں۔ رہائش شہر بہار، ہندوستان ہے۔ شاعری کی ابتداء اپریل ۲۰۲۰ء میں کی۔ اصناف شاعری میں حمد، نعت، غزل، نظم لکھنا پسند کرتے ہیں۔ فی الحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے ؎

آنورؔ تو گھر سے دور ہے پردیس میں پھنسا بریانی ماں کے ہاتھ کی کھاؤں میں کس طرح

ای میل mdsadiqueanwar95@gmail.com

نوید ظفرؔ کیانی



نام نوید کیانی، تخلص ظفرؔ، تعلیم ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس)، رہائش اسلام آباد میں اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ایک نیم سرکاری ادارے میں ملازمت کر رہے ہیں۔ شاعری کی ابتدا بچپن سے ہوئی۔ پسندیدہ اصناف سخن میں حمد، نعت، غزل، لمرک، ہائیکو، قطعات، انشائیہ، فکاہیہ مضمون، ڈرامہ وغیرہ شامل ہیں۔ شاعری کی بہت سی برقی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جن میں جہانِ دگر، اور بارش ہو، ڈنکے کی چوٹ، ڈھول کا پول، زبان درازیاں، کھری کھری، دگڑ دگڑ وغیرہ شامل ہیں۔

ای میل nzkiani@gmail.com

ہاشم علی خان ہمدمؔ



نام ہاشم علی خان، تخلص ہمدم، تعلیم ایم اے (اردو، انگریزی)، درس وتدریس سے وابستہ ہیں، ایف جی ڈگری کالج واہ کینٹ میں لیکچرار اردو کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ رہائش خودہ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان میں ہے۔ شاعری ۱۹۹۶ء میں کالج دور سے شروع کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، سلام، منقبت، غزل، نظم، طنز ومزاح پر طبع آزمائی فرما چکے ہیں۔ مختصر شعری مجموعہ "موج غزل" شائع ہو چکا ہے۔ نمائندہ شعر ہے ؎

یہ کس نے مجھ پہ محبت کا دم کیا ہوا ہے کہ اپنے آپ سے ملنا بھی کم کیا ہوا ہے

ای میل ایڈریس itshamdam@mail.com

سیّدہ منور جہاں منوّر



نام سیّدہ منور جہاں زیدی، قلمی نام منور جہاں منور، تعلیم ایم ایس سی، سوشل میڈیکل آفیسر رہ چکی ہیں اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہی ہیں۔ کینیڈا میں مقیم ہیں۔ شاعری میں خصوصی دلچسپی رکھتی ہیں۔ اصناف سخن میں ابلاغ کا محبوب ذریعہ غزل ہے۔ دو کتابیں ''داستان'' اور ''سلسلۂ رنگِ عقیدت'' شائع ہو چکی ہیں۔ مستقل قریب کی متوقع کتابوں میں ''منزلِ عشق''، ''گلہائے رنگ رنگ'' شامل ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

بہت حسین ہے تیرے خیال کی دنیا　　جہاں پہ کوئی نہ تھا ہم وہاں بھی ہو آئے

نادیہ سحرؔ



نام نادیہ سحر، تخلص سحرؔ، تعلیم بی اے، ملتان میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۱۹۹۸ء میں کی جو تا حال پورے زور و شور سے جاری ہے۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، سلام، منقبت، غزل، نظم، طنز و مزاح میں طبع آزمائی کرتی رہتی ہیں۔ کتاب فی الحال کوئی شائع نہیں ہوئی تاہم ایک شعری مجموعہ زیرِ اشاعت ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

تو نے دُکھتا ہوا دل، اور دُکھا ڈالا ہے　　ایسے ہوتے ہیں مسیحا؟ یہ مسیحائی ہے؟

ای میل nadiasahar7500@gmail.com

روبینہ شاہین بیناؔ

نام روبینہ شاہین، تخلص بیناؔ، تعلیم ایم اے (معاشیات)، بی ایڈ۔ معلمہ کے پیشے سے وابستہ رہی ہیں۔ پشتینی تعلق اسلام پورہ جبر، گوجر خان سے ہے تاہم راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ شاعری کا باقاعدہ آغاز ۲۰۱۶ء سے کیا۔ زیادہ تر غزلوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ طنز و مزاح پر مبنی شاعری ان کا مرغوب مشغلہ ہے۔ ابھی تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

تجھے لگ رہا ہے کہ میں کج ادا ہوں　　مجھے لگ رہا ہے کہ تو ہے مثلث

کوثر اسلام قائلؔ



نام کوثر اسلام، تخلص قائلؔ، تعلیم ایم اے اسلامیات۔ درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ رہائش صوابی، خیبر پختونخواہ میں ہے۔ شاعری کی ابتداء میٹرک میں کی تھی۔ پھر چھوڑ دی ۲۰۱۸ء میں دوبارہ شروع کی۔ غزل محبوب اظہار کا ذریعہ ہے۔ تصنیف فی الحال کوئی نہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

کس درجہ تار تار ہے پوشاک زندگی　　قائلؔ یہاں کسی کو رفو گر نہیں ملتے

ای میل kausarislam03@gmail.com

مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام: موجِ غزل کتابی سلسلہ نمبر ۲۱۵۔
تدوین و تصنیف: نوید ظفر کیانی۔
وضاحت: فیس بک عالمی ادبی گروپ موجِ غزل کے "منفرد قوافی و نظم" رنگ کے تحت منعقدہ مشاعرہ نمبر ۲۱۵ بتاریخ ۳۰ مئی ۲۰۲۰ء پر مبنی برقی کتاب۔ شعراء کی فہرست اُن کے ناموں کی "حروفِ تہجی" کی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔

منتظمین: ہاشم علی خان ہمدم، نوید ظفر کیانی، روبینہ شاہین بینا، قدسیہ ظہور، نادیہ سحر۔
صفحات: ۳۰
سالِ اشاعت: ۲۰۲۰ء
پبلشر: مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔
ویب سائٹ: http://archive.org/details/@nzkiani
فیس بک: http://www.facebook.com/groups/1736109056634616
برقی ڈاک: mudeer.ai.new@gmail.com

موجِ غزل کے ماہانہ پروگرام

ہر ماہ نئے رنگ

پہلا ہفتہ : طرحی رنگ

دوسرا ہفتہ : ردیف و نظم رنگ

تیسرا ہفتہ : قوافی و نظم رنگ

چوتھا ہفتہ : اصنافِ سخن رنگ

انشاءاللہ

فیس بُک موجِ غزل عالمی مشاعرہ